[1999] سپریم کورٹ رپوٹس1.S.C.R

از عدالت عظمی

دہلی انتظامیہ

بنام

گردیپ سنگھ شہری اور دیگران وغیرہ

20اگست 1999

[سجا تا بنام منوہر اور ایم جگند ھاراؤ، جسٹسز]

اراضی کے حصول کا قانون، 1894 – دفعات 4(1)، 5اے، 6 – کچھ معاملات میں عدالت عالیہ کی طرف سے دفعات 6 کے تحت اعلامیے کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینا کہ دفعات 5اے کی تحقیقات کو خراب کیا گیا تھا – اس کے بعد جواب دہندگان نے ایک اور عرضی درخواست میں دعوی کیا کہ دفعات 5اے کے تحت اعتراضات درج نہ کرنے کے باوجود اس طرح کی منسوخی سے ان کے فائدے کو بھی تقویت ملے گی – منعقد کیا گیا، ان لوگوں کے سلسلے میں جنہوں نے دفعات 5اے کے تحت اعتراضات درج کر کے دفعات 4 (1) کے نوٹیفکیشن پر اعتراض نہیں کیا، دفعات 6 کے تحت مذکورہ نوٹیفکیشن اور اعلامیے کو نافذ سمجھا جانا چاہیے – انفرادی عرضی کے معاملات میں نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دینا۔ درخواستوں کو پورے معاملے کو کالعدم قرار دینے کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔

اراضی کے حصول کے قانون کی دفعہ 4(1) کے تحت ایک نوٹیفکیشن دہلی کے 13 دیہاتوں میں 50,000 بیگھا زمین کے حوالے سے جاری کیا گیا تھا۔ دفعہ 6 کے تحت ایک اعلامیہ تقریبا 5 سال بعد شائع کیا گیا؛ 7–6– 1985 پر۔ دفعہ 6 کے تحت مذکورہ اعلامیے کو عدالت عالیہ میں کئی رٹ درخواستوں کے ذریعے چیلنج کیا گیا تھا۔ حوالہ پر، مکمل بنچ نے اپنے تاریخ کے 25–7– 1987 کے حکم سے دفعہ 4(1) کے تحت نوٹیفکیشن اور دفعہ 6 کے تحت کیے گئے اعلامیے کو برقرار رکھا۔ مکمل بنچ نے اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ اعلامیہ نوٹیفکیشن کے 3 سال سے زیادہ عرصے بعد جاری کیا گیا تھا۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ جس اسکیم کے لیے زمین حاصل کی گئی تھی وہ ایک مربوط اسکیم تھی اور انفرادی معاملات میں حاصل کیے جانے کے باوجود روک کے احکامات لازمی طور پر دفعہ 6 کے تحت مزید کارروائی کو روکتے ہیں۔ مذکورہ درخواستوں کو اٹھائے گئے دیگر نکات پر فیصلے کے لیے دو نفری بنچ کو واپس بھیج دیا گیا۔ دو نفری بنچ نے 18–11– 88 کے اپنے فیصلے کے ذریعے رٹ درخواستوں کی اجازت دی جس سے دفعہ 6 کے اعلامیے کو کالعدم قرار دیا گیا۔ مذکورہ فیصلے کے خلاف دہلی انتظامیہ نے اپیل نہیں کی تھی۔

ایک اور عرضی درخواست عدالت عالیہ کے سامنے 23–4– 1986 پر دائر کی گئی تھی جس میں مذکورہ نوٹیفکیشن کی تاریخ 25–11– 1980 اور اعلامیہ کی تاریخ 7–6– 1985 کو کالعدم قرار دیا گیا تھا۔ دو نفری بنچ نے 17–12– 1996 کے اپنے فیصلے کے ذریعے مذکورہ عرضی درخواست کی اجازت دی۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ 18–11– 1988 کے پہلے فیصلے کے نتیجے میں دفعہ 6 کا مکمل اعلان کالعدم قرار دیا گیا اور یہ ریم میں ایک فیصلہ تھا اور اس لیے اس میں درخواست کنندگان اس فیصلے پر بھروسہ کر سکتے ہیں حالانکہ انہوں نے دفعہ 5اے کے تحت کوئی اعتراض درج نہیں کیا تھا۔ مذکورہ فیصلے کے خلاف، دہلی انتظامیہ نے موجودہ

اپیلوں کوترجیح دی ہے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ دفعہ 6 کے اعلامیے کو کالعدم قرار دینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دفعہ 4(1) کا نوٹیفکیشن بھی ختم ہو جائے گا۔ مزید یہ دلیل دی گئی کہ اسی طرح کے ایک معاملے میں جس کا فیصلہ تین ججوں کی بنچ نے نوٹیفکیشن کے اسی گروپ کے سلسلے میں کیا تھا، یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ جن مالکان نے سیکشن 5اے کے تحت اعتراضات دائر نہیں کیے تھے، وہ دونفری بنچ کے مورخہ آئی ڈی 2 کے فیصلے کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے؛ اور یہ کہ دونفری بنچ کے مورخہ آئی ڈی 1 کے فیصلے کی مناسب تفہیم پر، یہ نہیں مانا جا سکتا کہ دفعہ 6 کا پورا نوٹیفکیشن مذکورہ فیصلے سے کالعدم ثابت ہوا۔

جواب دہندگان کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ نوٹیفکیشن جزوی طور پر روک یا جزوی طور پر معطل نہیں رہ سکتا اور دونفری بنچ کے مورخہ 1 کے فیصلے میں استعمال ہونے والی زبان سے یہ واضح ہے کہ دفعہ 6 کا پورا اعلان کالعدم قرار دے دیا گیا ہے۔

اپیلوں کی منظوری دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1:1۔ انفرادی عرضی درخواستوں کے معاملے میں نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دینا پورے نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دینے کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔ دلچسپی رکھنے والے مالکان یا افراد کے سلسلے میں جنہوں نے اصولی طور پر اراضی کے حصول کے قانون کی دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات دائر نہیں کیے ہیں، یہ قبول کیا جانا چاہیے کہ انہیں اپنی جائیداد کے حوالے سے دفعہ 4 کے نوٹیفکیشن پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ دوسری طرف، اعتراضات دائر کرنے والوں کے سلسلے میں، ان کے پاس یہ دعوی کرنے کا حق ہوسکتا ہے کہ دفعہ 5اے کی تحقیقات مناسب طریقے سے نہیں کی گئی تھی۔ جن لوگوں نے دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات درج نہیں کیے ہیں انہیں یہ دعوی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ دفعہ 5اے کی تحقیقات خراب تھی اور اس کے نتیجے میں دفعہ 6 کے اعلامیے کو ختم کیا جانا چاہیے اور یہ کہ دفعہ 4 کا نوٹیفکیشن ختم ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے سلسلے میں جنہوں نے دفعہ 4 کے نوٹیفکیشن اور دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات درج کر کے دفعہ 6 کے اعلامیے پر اعتراض نہیں کیا، مذکورہ نوٹیفکیشن اور اعلامیے کو نافذ العمل سمجھا جانا چاہیے۔ عرضی درخواست کنندگان کو یہ دلیل دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کچھ دیگر معاملات میں نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دیا گیا تھا اور اس طرح کی منسوخی سے ان کے فائدے میں بھی اضافہ ہوگا۔ [A-D-656؛ H-655]

1.2۔ یہ سچ ہے کہ سوڈان سنگھ کے معاملے میں اس عدالت کے دو ججوں کے بنچ نے دہلی عدالت عالیہ کے ایک اور فیصلے کی تصدیق کی جس میں عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر عرضی درخواست کی اجازت دی تھی کہ دونفری بنچ کے مورخہ 1 کے فیصلے نے دفعہ 6 کے اعلامیے کو مکمل طور پر کالعدم قرار دے دیا تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ سوڈان سنگھ کے معاملے میں بھی مالکان کی طرف سے دفعہ 5اے کے تحت کوئی اعتراض درج نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن، موجودہ کیس ابھے رام کے کیس میں تین ججوں کی بنچ کے فیصلے کے ذریعے چلایا جائے گا جہاں مذکورہ بنچ نے نہ صرف عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے کے اثر کا حوالہ دیا بلکہ سوڈان سنگھ کے معاملے میں اس عدالت کے دو ججوں کی بنچ کے فیصلے کا بھی حوالہ دیا۔ ابھے رام میں تین ججوں کی بنچ سوڈان سنگھ میں دو ججوں کے فیصلے کو ترجیح دیتے ہوئے عدالت پر پابند ہے۔ حکومت کے قانونی محکمے یا دہلی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی رائے جس پر انحصار کیا جاتا ہے — پابند طاقت نہ ہونے کے علاوہ، ابھے رام کے معاملے کو

ختم نہیں کر سکتی۔[655-ای-جی]

ابھے رام اور دیگر بنام یونین آف انڈیا، جے ٹی (1997) 5 ایس سی 354، اس کے بعد آیا۔

بی آر۔ گپتا بنام یونین آف انڈیا 37 (1989) ڈی ایل ٹی 150؛ بالک رام گپتا بنام یونین آف انڈیا، اے آئی آر (1987) دہلی 239؛ این نرسمہایا بنام ریاست کرناٹک، [1996] 3 ایس سی سی 88؛ دہلی ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنام سوڑان سنگھ، (1991) ڈی ایل ٹی 602 (ایس سی) [1997] ایس سی سی 430، حوالہ دیا گیا اور آکسفورڈ انگلش اسکول بنام حکومت تامل ناڈو، [1995] 5 ایس سی سی 206، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1999: وغیرہ کی دیوانی اپیل نمبر 4656۔

1986 کے ڈبلیو پی نمبر 920 میں دہلی عدالت عالیہ کے 17.12.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

روبندر اور وی بی سہاریا، میسرز سہاریا اینڈ کمپنی مس گیتا لوتھرا اور ڈی این گوبردھن کے لیے، اپیل کنندہ کے لیے

جواب دہندہ کے لیے پی این لیکھی، ایم کے گرگ اور سبھاش متل

جواب دہندہ نمبر 3 کے لیے ارون کھوسلہ اور ایس راجپا

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایم۔ جگندھا راؤ، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

یہ دونوں دیوانی اپیلیں دہلی انتظامیہ کی جانب سے دہلی عدالت عالیہ کے 1986 کے سی ڈبلیو پی نمبر 920 میں دیے گئے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہیں۔ جواب دہندگان چھتر پور گاؤں میں تقریبا 2.50 ایکڑ کے علاقے کے مالک ہیں۔ اطلاعات، درحقیقت، تیرہ دیہاتوں میں تقریبا 50000 بیگھا کی حد تک زمین کا احاطہ کرتی تھیں۔ متنازعہ فیصلے کے تحت عرضی درخواست کی اجازت دی گئی اور نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔

مقدمے کے مختصر حقائق درج ذیل ہیں:

اراضی کے حصول کے قانون کی دفعہ 4(1) کے تحت نوٹیفکیشن 25.11.1980 پر جاری کیا گیا تھا جبکہ دفعہ 6 کے تحت اعلامیہ

7.6.1985 پر شائع کیا گیا تھا۔ ابتدائی طور پر، دفعہ 6 کے تحت اعلامیے کو 1985 کے سی ڈبلیو پی نمبر 1639 اور 76 دیگر عرضی درخواستوں میں چیلنج کیا گیا تھا اور اسے ایک مخصوص قانونی مسئلے پر دہلی عدالت عالیہ کے مکمل بینچ کو بھیجا گیا تھا۔ مکمل بنچ نے اس نکتے کا فیصلہ کیا اور دفعہ 6 کے اعلامیے کو برقرار رکھا۔ مکمل بینچ کے سامنے دلیل تھی کہ دفعہ 6 کے تحت اعلامیہ دفعہ 4(1) کے نوٹیفکیشن کے 3 سال سے زیادہ عرصے بعد جاری کیا گیا تھا اور اس لیے یہ قانون کے لحاظ سے غلط تھا۔ استدعا یہ تھی کہ اگرچہ دفعہ 6 کے اعلامیے کے عمل کے سلسلے میں عدالت عالیہ کی طرف سے کئی رٹ درخواستوں میں مختلف حکم امتناع تھے، وہ تمام مختلف عرضی درخواست کنندگان کے معاملات میں منظور کیے گئے انفرادی حکم تھے اور اس لیے ان احکامات کو پورے دفعہ 6 کے اعلامیے کی معطلی کے مترادف نہیں سمجھا جا سکتا تھا اور اس لیے مذکورہ اعلامیے کو ان لوگوں کے سلسلے میں وقت کی پابندی کے طور پر منسوخ کیا جانا چاہیے جنہوں نے حکم امتناع حاصل نہیں کیا تھا۔ عدالت عالیہ کے مکمل بنچ نے مذکورہ دلیل کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ جس اسکیم کے لیے زمین حاصل کی گئی تھی وہ ایک مربوط اسکیم تھی اور انفرادی معاملات میں حاصل کیے جانے کے باوجود روک کے احکامات کے نتیجے میں لازمی طور پر دفعہ 6 کے اعلامیے کے تحت مزید کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ قیام کے احکامات کے تحت آنے والے وقت کو چھوڑ کر، دفعہ 6 کے اعلامیے کو، جو کہ فرض کیا گیا تھا، وقت پر جاری کیا گیا سمجھا جانا چاہیے۔ اس استدلال پر، دفعہ 4(1) اور دفعہ 6 کے تحت نوٹیفکیشن کو مکمل بینچ نے درست قرار دیا۔ انفرادی تحریری درخواست کنندگان کی طرف سے اٹھائے گئے دیگر نکات، یعنی کہ دفعہ 5اے کے تحت تحقیقات کو خراب کیا گیا تھا وغیرہ، کا فیصلہ مکمل بینچ نے نہیں کیا اور اس مقصد کے لیے معاملات کو دو نفری بینچ کو واپس بھیج دیا گیا۔ مکمل بنچ کا فیصلہ بلک رام گپتا بنام یونین آف انڈیا، اے آئی آر 1987 دہلی 239 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد، 73 معاملات کو دو نفری بنچ کے سامنے درج کیا گیا جس نے بالآخر ایک علیحدہ فیصلے کے ذریعے رٹ درخواستوں کو نمٹا دیا جسے بی آر گپتا بنام یونین آف انڈیا کے طور پر 18.11.1988 (37(1989)150 DLT) پر رپورٹ کیا گیا۔ عرضی درخواستوں کی اجازت دی گئی اور دفعہ 6 کے اعلامیے کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دیا گیا کہ دفعہ 5اے کی تحقیقات وغیرہ کو خراب کیا گیا تھا۔ (اس بارے میں تنازعہ ہے کہ آیا اعلامیے کو مکمل طور پر کالعدم قرار دیا گیا تھا)۔ مذکورہ فیصلے کے خلاف دہلی انتظامیہ نے اپیل نہیں کی تھی۔ موجودہ تحریری درخواست دفعات 4(1) اور 6 کے تحت جاری کردہ اسی نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کے لیے 23.4.1986 پر دائر کی گئی تھی۔ اس کا تعلق خسرو نمبر کے 704/1، 706/2، 706/3، 707/2، 714، 715/2، 909/2، 10/2 اور 693 سے ہے۔

جب موجودہ عرضی درخواست 17.12.1996 پر دو نفری بنچ کے سامنے سماعت کے لیے آئی تو عرضی درخواست کنندگان نے دعوی کیا کہ بی آر گپتا مورخہ 18.11.88-i میں دیے گئے دو نفری بنچ کے فیصلے کے ذریعے۔ ای کے بعد مکمل بنچ کے فیصلے کی تاریخ 25.7.87- پورے دفعہ 6 کے اعلامیے کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور یہ کہ اگرچہ ان عرضی درخواست کنندگان (ان دیوانی اپیلوں میں مدعا علیہان) نے ایکٹ کے دفعہ 5اے کے تحت کوئی اعتراض دائر نہیں کیا تھا، وہ 18.11.88 کے پہلے دو نفری بنچ کے فیصلے پر بھروسہ کرنے کے حقدار تھے اور دعوی کرتے ہیں کہ پورے دفعہ 6 کے اعلامیے کو کالعدم قرار دیا گیا تھا۔ اس دلیل کو دو نفری بنچ نے 17.12.1996 کے مدلیل فیصلے کے تحت قبول کیا۔ دو نفری بنچ نے فیصلہ دیا کہ پہلے کے فیصلے کے نتیجے میں دفعہ 6 کا مکمل دعویٰ استقرار کالعدم قرار دیا گیا اور یہ ریم میں ایک فیصلہ تھا اور اس لیے عرضی درخواست کنندگان اس فیصلے پر بھروسہ کر سکتے ہیں حالانکہ انہوں نے دفعہ 5اے کے تحت کوئی اعتراض درج نہیں کیا تھا۔ اپیل گزاروں کے مطابق دفعہ 6 کے اعلان کو کالعدم قرار دیے جانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دفعہ 4(1) کا نوٹیفکیشن بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ مذکورہ فیصلے کے خلاف ہے کہ دہلی انتظامیہ نے ان اپیلوں کو ترجیح دی ہے۔

ان اپیلوں میں، اپیل کنندہ مس گیتا لوتھرا کے وکیل نے ہمارے سامنے دلیل دی کہ اسی طرح کی اپیل میں جس کا فیصلہ تین ججوں کی بنچ نے ابھی رام اور دیگر بنام یونین آف انڈیا جے ٹی (1997) 5ایس سی 354 میں کیا تھا، اسی گروپ کے نوٹیفکیشن کے حوالے سے یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ جن مالکان نے دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات دائرنہیں کیے تھے، وہ بی آر گپتا کے کیس میں دونفری بنچ کے فیصلے کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ بھی فیصلہ دیا گیا کہ دونفری بنچ کے مورخہ 18.11.1988 کے فیصلے کی مناسب تفہیم پر، یہ نہیں مانا جا سکتا کہ مذکورہ فیصلے کے ذریعے دفعہ 6 کا مکمل نوٹیفکیشن کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ دہلی انتظامیہ کے ماہر وکیل کی مذکورہ دلیل کی دہلی ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے فاضل وکیل سری رویندر سیٹھی نے حمایت کی۔

دوسری طرف، مدعا علیہان (عرضی درخواست گزاروں) کے فاضل وکیل سری پی این لیکھی نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ کے دونفری بنچ نے اپنے متنازعہ فیصلے میں یہ فیصلہ دینا درست تھا کہ بی آر گپتا کے معاملے میں دونفری بنچ نے اپنے مورخہ آئی ڈی 1 کے فیصلے میں پورے دفعہ 6 کے اعلامیے کو کالعدم قرار دیا تھا اور یہ اس فیصلے میں استعمال کی گئی زبان سے واضح تھا۔ اپیل کنندہ کو یہ کہنے کی اجازت نہیں دی جا سکی کہ دفعہ 6 کے اعلامیے پر وقت کی پابندی نہیں تھی، اپیل کنندہ نے بی آر گپتا کے معاملے میں مکمل بینچ کے سامنے دلیل دی تھی کہ کچھ لوگوں کی طرف سے حاصل کردہ حکم امتناع پورے دفعہ 6 کے اعلامیے پر روک لگانے کے مترادف ہوگا اور استدلال کی اسی برابری پر، بی آر گپتا کے معاملے میں دونفری بینچ کے بعد کے فیصلے کو لازمی طور پر یہ سمجھا جانا چاہیے کہ اس نے دفعہ 6 کے پورے اعلامیے کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔ فل بینچ کے فیصلے کے ایک حصے پر بھی بھروسہ کیا گیا کہ نوٹیفکیشن جزوی طور پر روک یا جزوی طور پر معطل نہیں رہ سکتا۔ دہلی ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنام سوڈان سنگھ، (1991) ڈی ایل ٹی 602ایس سی (1997) 5ایس سی سی 430 مورخہ 20.9.91 میں اس عدالت کے ایک اور فیصلے کا بھی حوالہ دیا گیا جہاں اس عدالت کے دو ججوں کی بنچ نے عدالت عالیہ کے ایک اور فیصلے کو برقرار رکھا۔ اس معاملے میں، جیسا کہ ہمارے سامنے موجودہ معاملے میں، عدالت عالیہ نے سوڈان سنگھ کی طرف سے دائر عرضی درخواست کو منظور کر لیا تھا جس میں دلیل دی گئی تھی کہ بی آر گپتا کے معاملے میں ڈویژن بنچ نے دفعہ 6 کے پورے اعلامیے کو کالعدم قرار دے دیا تھا۔ سوڈان سنگھ نے بھی دفعہ 5اے کے تحت اعتراض درج نہیں کیا۔ یہ دلیل دی گئی کہ ابھے رام کے کیس کا فیصلہ تین ججوں کی بنچ نے 22.4.97 پر کیا، اگرچہ سوڈان سنگھ کے کیس کا حوالہ دیا گیا تھا، لیکن مناسب پیراگراف پر توجہ نہیں دی گئی۔ بی آر گپتا کے معاملے میں دونفری بینچ کے فیصلے کے مناسب پیراگراف پر بھی توجہ نہیں دی گئی۔ بی ایل شرما سے متعلق ایک اور معاملے میں، ایک اور عرضی درخواست، سی ڈبلیو پی 2365 / 90 کو 6.12.90 پر اجازت دی گئی تھی اور سوڈان سنگھ کے معاملے میں فیصلے کے بعد اس عدالت نے خصوصی اجازت کی درخواست (سی) 3604 / 92 کو مسترد کر دیا تھا۔ یہ بھی دعوی کیا گیا ہے کہ جوائنٹ سکریٹری کے خط مورخہ 31.3.1989 میں محکمہ کی طرف سے حاصل کردہ قانونی رائے یہ تھی کہ دونفری بنچ کے مورخہ 18.11.88 کے فیصلے میں ایسے معاملات کا احاطہ کیا جائے گا جہاں زمین پر قبضہ نہیں کیا گیا تھا جیسا کہ موجودہ معاملے میں ہے۔ یہ قبول کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ نے دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات درج نہیں کیے لیکن کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک فوجی افسر تھا جو اس وقت آگے کے علاقوں میں کام کر رہا تھا۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ سوڈان سنگھ کے معاملے میں اس عدالت کے دو ججوں کی بنچ نے دہلی عدالت عالیہ کے ایک اور فیصلے کی تصدیق کی جس میں عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر عرضی درخواست کی اجازت دی تھی کہ دونفری بنچ کے مورخہ 18.11.1988 کے فیصلے نے دفعہ 6 کے اعلامیے کو مکمل طور پر کالعدم قرار دے دیا تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ سوڈان سنگھ کے معاملے میں بھی مالکان کی طرف سے

دفعہ 5اے کے تحت کوئی اعتراض درج نہیں کیا گیا تھا۔لیکن،ہم ابھے رام کے معاملے میں تین ججوں کی بنچ کے فیصلے سے چلتے ہیں جہاں مذکورہ بنچ نے نہ صرف عدالت عالیہ کے دونفری بنچ کے فیصلے کے اثر کا حوالہ دیا بلکہ سوڑان سنگھ کے معاملے میں اس عدالت کے دوججوں کی بنچ کے فیصلے کا بھی حوالہ دیا۔ابھے رام میں تین ججوں کی بنچ سوڑان سنگھ میں دوججوں کے فیصلے کوترجیح دیتے ہوئے ہم پر پابند ہے۔

دلچسپی رکھنے والے مالکان یاافراد کے سلسلے میں جنہوں نے دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات درج نہیں کیے ہیں،اصولی طور پر یہ قبول کیا جانا چاہیے کہ انہیں اپنی جائیداد کے حوالے سے دفعہ 4کے نوٹیفکیشن پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔دوسری طرف،اعتراضات دائر کرنے والوں کے سلسلے میں،ان کے پاس یہ دعوی کرنے کا حق ہوسکتا ہے کہ دفعہ 5اے کی تحقیقات مناسب طریقے سے نہیں کی گئی تھی۔لہذاہم ابھے رام کے معاملے میں تین ججوں کی بنچ کے نقطہ نظر سے اصولی طور پر اتفاق کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات دائر نہیں کیے ہیں،انہیں یہ دعوی کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ دفعہ 5اے کی تحقیقات خراب تھی اوراس کے نتیجے میں دفعہ 6 کا اعلان ختم کیا جانا چاہیےاوراس کے بعد دفعہ 4 کا نوٹیفکیشن ختم ہوجائے گا۔اگر،اس لیے،جواب دہندگان کی طرف سے کوئی اعتراض دائر نہیں کیا گیا تھا،تومنطقی طور پر جہاں تک ان کا تعلق ہے،دفعہ 6 کے دعوی استقرار کو نافذ مانا جانا چاہیے۔

لیکن مدعاعلیہان کے فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ بی آر گپتا کے معاملے میں دونفری بنچ کے مورخہ آئی ڈی 1 کے فیصلے نے پوری دفعہ 5 اے کی کارروائی کو کالعدم قرار دے دیا تھااور یہ کہ اگر مدعاعلیہان نے اعتراضات دائر کیے ہوتے تو بھی پوزیشن مختلف نہیں ہوتی۔ہم اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے۔ہمارا خیال ہے کہ ان لوگوں کے سلسلے میں جنہوں نے دفعہ 5اے کے تحت اعتراضات درج کر کے دفعہ 4 (1) کے نوٹیفکیشن پر اعتراض نہیں کیا،مذکورہ نوٹیفکیشن کو نافذ العمل سمجھا جانا چاہیے۔عرضی درخواست کنندگان کو یہ دلیل دینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ کچھ دیگر معاملات میں نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دیا گیا تھااوراس طرح کی منسوخی سے ان کے فائدے میں بھی اضافہ ہوگا۔

پھر عدالت عالیہ کے دونفری بنچ کے مورخہ 18.11.88 کے فیصلے کے اثر پر آتے ہوئے،ہمارا خیال ہے کہ ابھے رام کے معاملے میں تین ججوں کے بنچ کے فیصلے نے عدالت عالیہ کے مورخہ 18.11.88 کے مذکورہ فیصلے کے اثر کی تشریح یا دعویٰ استقرار کیا ہے۔یہ فیصلہ ہم پر پابند ہے۔ہم سوڑان سنگھ کے معاملے میں دوججوں کی بنچ کے فیصلے کے مطابق نہیں جاسکتے کیونکہ ہم ابھے رام کے معاملے میں تین ججوں کی بنچ کے فیصلے کے پابند ہیں۔مزید برآں،ابھے رام کے معاملے کے فیصلے میں سوڑان سنگھ کے معاملے کا نوٹس لیا گیا ہےاور یہ دعوی نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے سوڑان سنگھ کے معاملے کے فیصلے پر مکمل طور پر غور نہیں کیا ہے یا عدالت عالیہ کے دونفری بنچ کے فیصلے پر مکمل طور پر غور نہیں کیا ہے۔نہ ہی ایل شرما کے معاملے میں خصوصی اجازت کی درخواست کو مسترد کرنا ایک مثال ہے جو ابھی رام سے زیادہ ہوسکتی ہے۔حکومت کے قانونی محکمے یا دہلی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی رائے جس پر پابند طاقت نہ ہونے کی وجہ سے انحصار کیا جاتا ہے، ابھے رام کے معاملے کو مسترد نہیں کرسکتی۔

اس کے بعد آکسفورڈ انگلش اسکول بنام حکومت تامل ناڈو،[1995] 5ایس سی سی206) پر جواب دہندگان کے لیے فاضل وکیل نے ریلائنس کو پیش کیا لیکن اس کا ہمارے سامنے اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ آیا دفعہ 6 کے تحت نوٹیفکیشن کو برقرار رکھا جاسکتا ہے یا نہیں۔صرف کچھ زمینوں کے سلسلے میں جو اس کے تحت آتی ہیں۔اس کے علاوہ این نرسمہایا بنام ریاست کرناٹک [1996] 3

ایس سی سی 88 میں تین ججوں کی بنچ نے فیصلہ دیا ہے کہ مذکورہ فیصلہ انکیوریم کے مطابق دیا گیا ہے۔ جہاں تک دوسری دلیل ہے کہ حکومت سخت اور سرد نہیں چل سکتی، ہمارا خیال ہے کہ مکمل بینچ کی طرف سے اپنے مورخہ کے فیصلے میں دی گئی استدلال اس سوال تک محدود تھی کہ آیا دفعہ 6 کا اعلان وقت کی پابندی تھی۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ چونکہ یہ اسکیم ایک مربوط تھی، اس لیے اس کے کچھ حصوں پر روک نے حکام کو پورے دفعہ 6 کے دعویٰ استقرار کے ساتھ آگے بڑھنے سے روک دیا۔ یہ استدلال جواب دہندگان کو یہ دعوی کرنے میں مدد نہیں کرسکتا کہ یہی بات دونفری بینچ کے ذریعے اپنے مورخہ 18.11.1988 کے فیصلے میں اعلامیے کو کالعدم قرار دینے پر لاگو ہوگی۔ انفرادی عرضی درخواستوں کے معاملات میں نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دینے کو پورے کو کالعدم قرار دینے کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔ ابھی رام کے معاملے میں یہی ہوا تھا۔ ہمارے سامنے اٹھائے گئے اہم نکات کا مکمل احاطہ ابھے رام کے معاملے میں تین ججوں کی بنچ کے فیصلے میں کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، ان سول اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے اور عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور عرضی درخواست کو مسترد کردیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

ایم۔پی۔

اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this document